ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲۰ | قادیان دارالامان ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۳

خطبہ عید

۱۱ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء یوم العید کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مل ہوس ڈلہوزی میں پڑھا۔ ایڈیٹر

سورۃ اعلیٰ کی تلاوت فرماکر حسب ذیل تقریر کی

عید کی وجہ تسمیہ عید کا لفظ اردو فارسی۔ عربی میں خوشی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ معنے اس کے محاورہ کے معنے ہیں درحقیقت عید کا لفظ عود سے نکلا ہے اور عید کے معنے ہیں جو چیز بار بار لائی جاوے۔ اور خوشی کے لئے یہ اس واسطے استعمال کیا جاتا ہے کہ خوشی ہی ایک ایسی چیز ہے جو بار بار آئے مصیبت اور غم ایسی چیز نہیں کہ انسان اس کے بار بار آنے کی خواہش کرے کسی کے ہاں موت ہو یا گھاٹا پڑجاوے تو خواہش کرے کہ بار بار آئے۔ ہاں کسی کو عزت ملے۔ دولت ملے۔ رتبہ میں ترقی ہو۔ دوستوں اور عزیزوں سے ملاقات ہو تو انسان اس کی خواہش کرے گا۔ کہ بار بار آئے۔ اس لئے خوشی کا نام عید رکھدیا گیا ہے گویا یہ دعائیہ لفظ ہے۔ درحقیقت عید بار بار آنے والی چیز کو کہتے ہیں۔ اور خوشی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بار بار آنے کی انسان خواہش کرتا ہے اس لئے اس لفظ میں اس سے خوشی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے اس لفظ سے ایک اور بات معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو چیز لوٹ کر ملتی ہے یا گم شدہ چیز کے واپس ملنے پر جو خوشی ہوتی ہے وہ دوسری میں نہیں کسی کی جیب میں ایک لاکھ روپیہ ہو اس میں شک نہیں کہ اس سے اس کو ایک خوشی ہے لیکن وہ اس خوشی کو اس حد

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر و پبلشر شائع ہوا

غلط نامہ اخبار الحکم ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء

اس دفعہ کے الحکم میں بعض سخت غلطیاں رہ گیئں تھیں اس لئے غلط نامہ لگا دیا گیا احباب درست کر کے پڑھ لیں۔ آئندہ بہت احتیاط کی جاویگی۔ امید ہے احباب معاف فرما دیں گے ٭

صحیح	غلط	صفحہ	کالم
نے	ے	۱	۱
کمزور	کمزورہ	۲	۱
ابحر	ابجر	۲	۲
کے	+	۳	۲
پایا	پاتا	۳	۲
نظام	لھیار	۴	۲
کئے	کے	۵	۱
براہین	براہیں	۵	۱
کیا	کرسکا	۵	۱
لکھے	لکھہ	۵	۲
موسیٰ	+	۶	۱

صحیح	غلط	صفحہ	کالم
کے	کر	۶	۱
بڑے سے بڑا	بڑے بڑا		
خاطر	خاصر	۶	۲
تبلیغ	بتلیغ	۶	۲
عید کے خطبہ کے	عید کے متعلق	۶	۲
ٹھوڑی	ٹھوزی	۷	۹
حرف	حرف	۷	حاشیہ
عیسیٰ سے بڑھکر ہیں	عیسیٰ سے بڑھکر نہیں	۷	//

تک محسوس نہیں کریگا جب اس دس روپیہ کے نوٹ کے ملنے پر جو کسی پرانے کوٹ میں سے مل جاوے کیونکہ وہ گویا گم شدہ چیز تھی جو اس کو ملی ہے ایسا ہی پاس رہنے والے دوستوں کی ملاقات سے بھی خوشی ہوتی ہے۔ مگر وہ ایسی خوشی نہیں ہوتی جو کسی دور سے آنے والے دوست کے ملنے پر ہوتی ہے۔ اور یہ خوشی اور بھی بڑھ جاتی ہے جب وہ بہت عرصہ سے گیا ہوا ہوگا۔ ایسا ہی اگر کسی شخص کے دس بیٹے زندہ ہوں اور ایک گم شدہ ہو اور اس کے متعلق اسے خیال ہو کہ وہ مرگیا ہے۔ لیکن اگر وہ اتفاقاً مل جاوے اور واپس آجاوے تو اس کی خوشی کا اندازہ مشکل ہے حالانکہ اس کے دس بیٹے زندہ موجود تھے۔ مگر ایک گم شدہ کے ملنے پر اسے اتنی بہت خوشی ہوگی کہ ممکن ہے اگر وہ کمزور دل کا انسان ہو تو شادی مرگ ہو جاوے غرض دوبارہ آنے اور گئی ہوئی چیز کے لوٹنے میں خاص خوشی ہوتی ہے

انجیل میں ایک مثال حضرت مسیح نے بیان کی ہے (جس کا خلاصہ یہ ہے ایڈیٹر) کہ ایک شخص کے کئی بیٹے تھے اس نے اپنا مال اپنے بیٹوں پر تقسیم کردیا۔ اور وہ مختلف جہات میں چلے گئے باقیوں نے اپنے روپیہ کو تجارت میں لگایا اور خوب نفع کمایا لیکن ایک نے عیاشی میں اپنے روپیہ کو ضائع کردیا۔ آخر وہ فاقوں مرنے لگا تو اس نے ایک شخص کی جس کے پاس سور تھے نوکری کرلی۔ ایک دن اسے خیال ہوا۔ کہ میرے باپ کے کئی نوکر ہیں اور وہ مزے سے زندگی بسر کرتے ہیں اگر میں بھی چلا جاؤں تو کیا وہ نوکروں کی طرح روٹی نہ دیگا حضرت مسیح کہتے ہیں کہ جب وہ اپنے باپ کے گھر میں گیا تو نوکروں میں جا کر بیٹھ گیا کسی نے جا کر اس کے باپ کو خبر کی۔ تو اس نے ایک موٹا تازہ بکرا گلہ میں سے لیکر ذبح کیا اور خوش ہوا کہ میرا کھویا ہوا بیٹا واپس آیا۔ تب دوسرے لڑکوں نے کہا کہ ہم نے نفع کمایا اور اس نے تو ضائع کردیا۔ پھر ہمارے آنے پر دبلی بکری بھی ذبح نہیں کی باپ نے کہا کہ یہ کھویا گیا تھا اور اب واپس آیا۔

یہ مثال بتاتی ہے کہ کھوئی ہوئی چیز کی جو خوشی ہوتی ہے۔ وہ دوسری چیزوں کی اس قسم کی موجودگی سے اتنی خوشی نہیں ہوتی دیکھو اس شخص کے جوان صالح بیٹے موجود تھے مگر کھوئے ہوئے کے واپس آنے پر کیسی خوشی اور شکر گزاری کا اظہار کیا اگر ایک ہی ہوتا تو کس قدر خوشی ہوتی۔ یا مثلاً ایک شخص جنگل میں ہو اس کے پاس کھانے کو بھی کچھ نہیں۔ پیسہ تک بھی نہیں یا ایسی جگہ ہے جہاں کچھ ملتا ہی نہیں اور جو کچھ پاس تھا وہ بھی ضائع ہوگیا پس اس کو کتنی خوشی ہوگی جب اسے وہ کھوئی ہوئی چیز مل جاوے ایسی حالت میں کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔

مسیح کی تمثیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال

مسیح نے ذیہ مثال دی کیونکہ وہ ایک قوم کی طرف آئے تھے۔ اور وہ کھوئی ہوئی قوم تھی۔ اس لئے اونہوں نے ایسی مثال دی کہ ایک شخص کے کچھ بیٹے موجود تھے ظہر الفساد فی البرّ والبحر کا نظارہ نہ تھا۔ ظہر الفساد فی ابنی اسرائیل تو تھا۔ ہو سکتا تھا کہ ہندوستان چین یا دوسرے ممالک میں نیکی کرنے والے ہوں۔

اس لئے مسیح علیہ السلام کی مثال میں یہ بات موجود ہے۔ کہ اور قومیں موجود تھیں مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں آئے کہ ظہر الفساد فی البرّ والبحر کا نظارہ تھا اس لئے آپنے مثال بھی ایسی دی جو زیادہ وسعت کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ آپنے فرمایا کہ ایک شخص ایسے جنگل میں جا رہا ہو جس کی انتہا نہ ہو اور اس کے پاس سواری ہو اگر وہ سواری جاتی رہے تو کسی کام کا نہیں وہ اس سواری سے اتر کر کسی کام کو گیا اور وہ سواری جاتی رہے وہ آخر تھک کر لیٹ گیا اور سمجھا کہ اب موت ہوگئی اس حالت میں وہ سو گیا جب بیدار ہوا تو اس کا اونٹ پاس تھا۔ اسے

کس قدر خوشی ہوگی اس حالت میں۔

مسیحؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال میں فرق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال میں کچھ باقی نہیں رہا وجہ یہ ہے کہ مسیحؑ کے وقت تو دین موجود تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ظہر الفساد فی البرّ والبحر کا نظارہ تھا۔ آپ کے ذریعہ تمام دنیا نے ہدایت پائی۔ کیونکہ آپ کل دنیا کے لئے نبی ہو کر آئے تھے۔ میرا منشاء اس موقعہ پر دونوں کے درمیان تقابل کرنے کا نہیں بلکہ میرا منشاء یہ ہے کہ یہ بتاؤں کہ کھوئی ہوئی چیز کے ملنے سے بڑی خوشی ہوتی ہے اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ کچھ بھی پاس نہ ہو۔ اس کا اندازہ تجربہ سے ہوسکتا ہے غرض پھر گم ہوئی چیز کے ملنے پر خاص خوشی ہوتی ہے تو۔

عید اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ حقیقی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہو تو گم شدہ چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

مسلمانوں کے لئے عید عبرت کا مقام ہے۔

پھر مسلمانوں کے لئے عید عبرت کا مقام ہے کیا ذلت اور رسوائی میں بھی خوشی ہوتی ہے جس کو ملک بدر کیا جاتا ہو۔ تمام عزت واقبال چھن گیا ہو۔ گھر بھر میں جنگ اور جدال ہو۔ باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے ماں بیٹی سے بہن بھائی سے غرض سب کے سب آپس میں لڑ بھڑ رہے ہوں کیا اسے کوئی خوشی ہوسکتی ہے جس کا بیٹا مرا ہوا ہو کیا اس کو خوشی ہوسکتی ہے غرض یہ عید دراصل عبرت کا مقام ہے مسلمان سب کچھ کھو بیٹھے ہیں اب ان کی عید میں خوشی کیا حقیقت رکھتی ہے اس کی حقیقت اس سے بڑھ کر نہیں۔ جیسے دکھ درد میں دو تحفہ کی گھڑیاں ہوں جن میں تھوڑی دیر کے لئے دل بہل جاوے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی بچہ رو رہا ہو تو اس کے ہاتھ میں کھلونا دیدیا جاوے۔ پس اسی طرح آج مسلمانوں کے لئے حقیقی عید نہیں بلکہ ایک کھلونا ہے۔

عید ان کے لئے اس وقت تھی جب انہوں نے ہر قسم کی ترقیاں حاصل کی تھیں۔ شوکت واقبال انہیں حاصل تھا۔ مگر اب ان کے ہاتھ میں صرف کھلونا ہے۔ اس غم کو غلط کرنے کے لئے جو سب کچھ کھو چکنے کا انہیں پہونچا ہے۔ پس عید کی خوشی میں مسلمانوں کی خوشی ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص رو رہا ہو اور دوسرا اس کے ذرا گدگدی کر کے ہنسا دے۔ کچھ شک نہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے وہ ہنس پڑے گا لیکن جب عارضی ہنسی جاتی رہیگی تو پھر وہ صدمہ تازہ ہو جائے گا۔

اس کو غم غلط کرنے کے لئے ایک ذریعہ تو کہہ سکتے ہیں مگر حقیقی خوشی نہیں۔ جو ذلت۔ رسوائی اور جنگ اس وقت مسلمانوں میں ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس لئے اب تو حقیقی عید اس وقت ہوگی بلکہ اس عید کی مثال نہیں ملیگی جب وہ اپنی کھوئی ہوئی عزت واقبال پھر حاصل کریں گے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ اس کے اندر دلائل صداقت موجود ہیں مگر آج مسلمان ان سب کو بھول چکے ہیں نہ ان کی عملی حالت درست رہی نہ اعتقادی اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ جو کچھ اس پاک تعلیم کی عملی حالت کا نتیجہ تھا وہ بھی جاتا رہا۔ اگر پھر مسلمانوں میں وہی رنگ پیدا ہو جاوے تو عید ہوسکتی ہے جب تک یہ نہو۔ تو غم غلط کرنے کا ذریعہ ہے

اپنی جماعت سے خطاب

اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ اس عید میں ان کے لئے ایک مخفی عید ہے خدا تعالے نے ارادہ فرمایا ہے کہ پھر انؑ کے ذریعہ مسلمانوں کو اکٹھا کیا جاوے حضرت مسیح علیہ السلام کی مثال کی طرح ان کا ایک کھویا ہوا بیٹا نہیں بلکہ لاکھوں لاکھ ہیں جن کو انہوں نے پانا ہے اس لئے جب تک وہ اس مقصد

میں کامیاب نہ ہوجائیں اور وہ وعدے جو ترقی اور کامیابی کے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ہیں پورے نہو لین اور وہ عزت جو اسلام کے لئے مقدر ہے واپس آئے کوئی خوشی نہیں لیکن اگر اس پر خوشی ہے تو اس کی مثال اس نادان بچہ کی سی ہے جس کا باپ مرگیا ہو مگر وہ ہنستا ہو کہ باپ سوتا ہے یا جب اسے کفن پہنایا جاوے تو وہ خوش ہو کہ اسے نیا جوڑا پہنایا جاتا ہے یہ خوشی حقیقی نہیں اور نہ کسی خوش کن امر کا نتیجہ ہے بلکہ جہالت کا نتیجہ ہے اسی طرح اسلام کی اس موجودہ حالت پر جو شخص خوشی کا اظہار کرتا۔ میرے نزدیک وہ جاہل ہے جیسے وہ نادان بچہ اپنے مردہ باپ کے کفن کو نیا جوڑا قرار دیتا ہے حالانکہ وہ موت اس کی ذلت اور مصیبت کا پیش خیمہ ہے اسی طرح یہ حالت خوشی کی جو مسلمانوں میں پیدا ہوتی ہے اور ان کو اپنی موجودہ حالت سے غافل کررہی ہے یہ جہالت ہے پس میں اپنی جماعت کے لئے اس عید کو اس حقیقی عید کے لئے محرک قرار دیتا ہوں۔ اگر کوئی شخص اس کو انہیں معنوں میں لیتا ہے تو وہ مستحق ہے کہ اس عید پر خوش ہو۔

میں اپنی جماعت کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ یہ زمانہ ان **کے لئے حقیقی عید کے حاصل کرنے کے لئے ہے**

چونکہ خدا تعالیٰ نے ان کے لئے وہ سامان پیدا کردیئے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے تو عید ہے وہ سامان کیا ہے؟ ہر قسم کے دلایل و براہین ہیں جن سے اسلام فتح پا سکتا ہے خدا تعالیٰ نے وہ دلایل و براہین اور سماوی نشانات ایک بندے کے ذریعہ ظاہر کئے ہیں۔ جو اسلام کو غالب کرنے کے لئے زبردست ہتھیار ہیں۔

یاد رکھو کہ روحانی گولہ و بارود اور توپیں ہمارے پاس موجود ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ڈٹ کر ان سے کام لیں۔ انسان دشمن کے مقابلہ میں دو ہی چیزوں سے کامیاب ہوتا ہے ایک تو یہ خود مستقل مزاج ہوکر کام کرے اور دوسرے ہتھیاروں سے کام لے۔ اگر ہتھیار نہ ہوں تب بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور اگر ہتھیاروں سے کام نہ لے تب بھی ناکام رہتا ہے دونوں چیزوں کی ضرورت ہے ایک چیز ہمارے درمیان سے اٹھ گئی تھی۔ یعنے دلایل و براہین۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کا اتنا ذخیرہ ہمکو دیا ہے کہ وہ ختم نہیں ہوسکتے۔ یہ سامان خدا نے مہیا کردیا ہے اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سے کام لیں۔

یہ کبھی نہیں ہوا کہ انسانوں کی بجائے فرشتے کام کریں نہ آدم کے وقت ہوا اور نہ آپ کے بعد دوسرے انبیاء کے زمانہ میں میں اور نہ اس کامل نبی کے زمانہ میں جو سب سے افضل و اکمل سید ولد آدم تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسا ہوا اگر ملائکہ نے ہدایت دینی ہوتی اور دین سکھانا ہوتا تو سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد اس کیلئے ضروری تھا۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسا نہیں ہوا۔ اس وقت بھی صحابہ کو جان۔ مال۔ آبرو۔ دوست۔ وطن۔ رشتہ داروں کو قربان کرنا پڑا۔ ہر قسم کی قربانی کے بعد صحابہ کو وہ بات نصیب ہوئی تھی آج بھی جب تک ہر شخص جان۔ مال۔ آبرو۔ دوست۔ رشتہ دار اور عزیز سے عزیز چیز کو قربان کرنے کے لئے طیار نہ ہوجائے کامیابی نہ ہوگی وہ کامیابی تو ہوگی اور ضرور ہوگی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے نے یہ وعدہ کیا ہے لیکن کس قدر افسوس ہوگا کہ ہم کو نہ ہوگی جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک قوم نہیں کرتی تو پھر اللہ تعالیٰ دوسری قوم کو کھڑا کردیتا ہے پس اسلام تو غالب ہوگا اور ضرور ہوگا لیکن اگر تمہارا اس کامیابی میں حصہ نہ ہوا تو سخت افسوس کا مقام ہوگا۔

اور اسلام اب جو غالب ہوگا تو تلوار کے ذریعہ سے نہیں۔ بلکہ دلائل و براہین اور سماوی تائیدات سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲۸)

کے زمانہ میں تلوار اٹھائی گئی مگر کب جب مغرور اور متکبر قوم نے ایذارسانی کے لئے تلوار اٹھائی۔ تو اس ذریعہ سے متکبر دشمن کو زیر کیا گیا آج دشمن کو تلوار پر گھمنڈ نہیں بلکہ وہ ہنستا ہے اور اعتراض کرتا ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا ہے یہ تو وہ جھوٹ کہتا ہے کیونکہ تلوار دفاع کے لئے اٹھائی گئی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت پر حملے کئے گئے تو آپ نے اپنے پیرووں کی زندگیاں بچانے کے لئے تلوار اٹھائی اور مغرور دشمن کو نیچا دکھایا اور کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب ایک شخص کی جان پر حملہ کیا جاوے تو وہ اپنے بچاؤ کی کوشش نہ کرے۔ مگر بہر حال اب اس قدر زمانہ گذرنے کے بعد یہ امر مشتبہ ہو سکتا ہے اور پتہ نہیں لگتا کہ اصل معاملہ کیا ہے مسلمان بوجہ بصیرت اور ایمان کے کہتا ہے کہ دفاع تھا۔ مگر دشمن تعصب کی پٹی آنکھ پر باندھ کر اعتراض کر دیتا ہے پس اس اعتراض کو واقعات کے رنگ میں دور کرنے کے لئے اس وقت خدا تعالیٰ نے اسلام کو پھر دلایل و براہین اور تائید سماوی سے غالب کرنے کا وعدہ دیا۔ اور وہ دلایل و براہین ہمیں دیئے گئے۔

آج دشمن کو اپنے علم۔ عقل۔ سمجھ پر ناز ہے اس لئے وہی سامان اسلام کے فتح کرنے کے لئے دیا گیا وہ لوہے کی تلوار نہیں جو جسم اور بدن سے آگے کچھ اثر نہیں رکھتی۔ اور نہ مادی گولہ و بارود ہے بلکہ یہ دلایل و براہین اور تائیدات سماوی کا سامان ہے جو جسم سے آگے گذر کر قلوب اور ارواح پر اپنا اثر ڈالتا ہے نادان دشمن کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسم کو زیر کرنے کا مگر خدا تعالیٰ نے اس کے ایک خادم کو کھڑا کیا جس نے بتا دیا کہ آج بھی **قلوب فتح** ہو سکتے ہیں۔ **اسلام** کے لئے غالب ہونا مقدر ہے اور خدا تعالیٰ یہ وعدہ کر چکا ہے ساری حکومتیں اور طاقتیں مل کر بھی اب اسکو مغلوب نہیں کر سکتی ہیں

اور نہ وہ غالب ہونے سے رک سکتا ہے جو آج دشمن دین ہیں وہ وقت آتا ہے کہ وہ آخر اسلام کا کلمہ پڑھیں گے اور۔ یہ سب کچھ ہوگا اور ضرور ہوگا۔

اور دلائل و براہین اور سماوی تائیدات سے ہوگا

مگر سوال یہ ہے کہ کس کے ذریعہ سے؟ اسلام کا غلبہ تو مقدر ہے مگر کس کے ذریعہ سے۔ اسلام کو تو کامیابی ہوگی۔ کیونکہ خدا کا وعدہ ہے اور وہ لکھ چکا ہے کس کی وساطت سے جو سامان خدا تعالیٰ نے ہمکو دیئے ہیں ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ذریعہ سے ہوگا۔ لیکن کیا ہماری کوشش۔ مساعی۔ ہمت اور جوش بھی اس کی شہادت دیتا ہے پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کا فیصلہ کریں۔

بہت ہیں جو ذاتی عداوت۔ اور جھگڑے کی وجہ سے یا اور اسی قسم کے اسباب کے باعث سلسلہ کی خدمت سے الگ ہو جاتے ہیں آپس میں لڑنے جھگڑنے سے باز نہیں آتے۔ آج تو ضرورت ہے کہ کانہم بنیان مرصوص ہو کر دشمن کا مقابلہ کرتے اور اتحاد کے مقابلہ میں سب کچھ قربان کر دیتے۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ اسیات میں بڑی کمی ہے اپنے خیال کے مقابلہ میں اتحاد جیسی چیز کو قربان کرنے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ ہم میں قربانی کی بڑی کمی ہے ذرا ذرا سی بات پر ابتلا آجاتا ہے اور کام چھوڑ دیا جاتا ہے ایک جب دیکھتا ہے کہ میری بات نہیں مانی جاتی تو جھٹ چھوڑ دیتا ہے گویا انتظام نہیں۔ قربانی کا مادہ نہیں اتنا بھی نہیں جتنا کہ ایک عام سپاہی کرتا ہے ایک بات وہ اپنے خیال میں درست نہیں سمجھتا لیکن باوجود اس کے جب اسے حکم دیا جاتا ہے تو وہ آگے بڑھنے سے نہیں رکتا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا مگر کبھی اس کے حکم کے سامنے جو اسے دیا گیا ہے اس کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا۔

کیوں؟ وہ جانتا ہے کہ اس سے ڈسپلن بگڑتا ہے۔ دنیا میں کبھی کوئی ایسی لڑائی نہیں ہوئی جس پر سب جرنیل متفق ہوں لیکن وہ ڈسپلن اور انتظام کی قدر کے لئے پیچھے نہیں ہٹتے۔ ڈسپلن کے بگڑنے کا لازمی نتیجہ ناکامی ہے روسی فوجیں اس موجودہ جنگ میں ڈسپلن کے نہ ہونے کی وجہ سے ہی ناکام رہی ہیں پرنس کی نے ابھی لکھا ہے کہ ہمارے پاس گولہ بارود اور توپیں اس قدر تھیں کہ پہلے نہیں تھیں مگر انتظام نہ تھا اور ہمارے ماتحت افسران کا حکم نہیں مانتے تھے۔

پس جب تک ہر شخص سلسلہ کے کاموں میں اپنے نفس کو بیچ میں سے نہ ہٹا دے۔ جب کہ خطرہ کے وقت ہوتا ہے کامیابی نہ ہوگی کسی جگہ آگ لگی ہوئی ہو تو کوئی شخص اسبات کی پروا نہ کریگا کہ اسے پانی کے لئے کون حکم دیتا ہے اور یا کون گیڑا دیتا ہے ایک چوہڑا بھی اس وقت کہے کہ پانی لاؤ۔ تو ایک بڑے سے بڑا آدمی بھی اس کی تعمیل کریگا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس وقت اگر میں اس کی تعمیل نہ کرونگا تو میں خود بھی ہلاک ہوتا ہوں۔ حقیقی فکر میں اسکو اپنی عزت کا خیال نہیں ہوتا۔

اسیطرح اگر اسلام کے لئے حقیقی خطرہ سمجھیں تو خود پسندی رہتی ہی نہیں۔ اور پھر ہر شخص اسبات کے لئے طیار ہو جائیگا۔ کہ خواہ میری خواہش کے مطابق نہ ہو مگر میں اس وقت جو خدمت بھی اسلام کی کر سکتا ہوں اس کے لئے آگے بڑھوں۔ تاکہ اسلام کی فتح ہو۔ میری عزت۔ میری جان۔ آبرو۔ مال۔ عزیز رشتہ دار دوست کچھ چیز نہیں۔

اگر یہ چیز نہیں تو اسلام کے خطرہ کو وہ سمجھتا ہی نہیں اگر اپنے خیالات۔ عزت۔ آبرو۔ دولت جان قربان کرنے کو طیار نہیں یا تو وہ اسلام سے تعلق نہیں رکھتا یا پاگل ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے پاؤں کو کاٹتا ہے اس کو پاگل نہیں کہا جائے گا۔ تو کیا کہا ہوگا۔ اگر اسلام ترقی نہ کرے گا تو مسلمان ترقی نہیں کرینگے

مگر میں پھر کہتا ہوں کہ اسلام تو ترقی کریگا اگر تم سعی نہیں کرو گے تو خدا تعالے تم کو چھوڑ کر ایک اور جماعت کو کھڑا کر دیگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ان مسلمانوں کی خاطر اسلام کو چھوڑ دے۔ اسلام خدا کو پیارا ہے یہ مسلمان پیارے نہیں ؛

پس تم اسلام کی ترقی اور حقیقی عید کے لئے اپنی ہر چیز کو تبلیغ کے لئے قربان کرو مگر تبلیغ اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک اتحاد اور وحدۃ نہ ہو۔ تبلیغ کے لئے ضرورت ہے اجتماع۔ اتحاد۔ انتظام کی اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک ارادوں اور خواہشات کو قربان نہ کرو۔ جب تک جماعت اس کے لئے طیار نہ ہو یہ عیدیں ایک نہیں ہونگی۔ عمدہ کپڑے خوش نہیں کر سکتے۔ خوشبو دماغ کو معطر نہیں کر سکتی کیونکہ اس میں حقیقت نہیں یہ تو ایک نقل ہو گی۔ جیسے بھانڈ بادشاہ بن جاتا ہے کیا وہ حقیقت میں بادشاہ ہوتا ہے؟ حقیقی خوشی اسیوقت آتی ہے جب کہ واقع میں کامیابی ہو اور یہ اسوقت ہوگی جب اسلام کامیاب ہو سب سے بڑا ضروری امر اتحاد اور قربانی کی روح ہے میں دیکھتا ہوں کہ دنیا دار قوموں میں یہ روح کام کر رہی ہے مگر ہم میں کہ اگر کوئی پانچ روپیہ کم تنخواہ لیتا ہے تو اس کا بھی احسان جتاتا ہے اس لئے بہت بڑی اصلاح اور قربانی کی ضرورت ہے ہمارا کام اتنا بڑا ہے کہ اس کے لئے جس قدر قربانی کی جاوے کم ہے اللہ تعالے توفیق دے کہ ذاتی خواہشات کو قربان کر کے اور عجب چھوڑ کر اپنی زندگیوں کو وقف کر دیں۔

دوسرا خطبہ

فرمایا عید کے متعلق بھی اختلاف ہے بعض کے نزدیک ایک ہے اور بعض کے نزدیک دو۔ اس لئے آج میں دوسرا خطبہ بھی پڑھتا ہوں تا سنت پوری ہو جاوے بعض نے کہا کہ دوسرا خطبہ بالنی

پینے کے لئے ہے یہ غلط ہے۔ دراصل دو خطبوں میں یہ حکمت ہے کہ اس میں بھی وہی عید والی بات ہے کہ خدا پھر موقعہ دے بتبرک کے طور پر جیسے قرآن مجید ختم کرنے کے بعد پھر تھوڑا سا پڑھ دیتے ہیں اسیطرح میں نے یہ مختصر سا خطبہ پڑھ دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے بہی دعا کی

ایڈیٹر۔ قربانی کی ضرورت پر مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں حضرت **خلیفۃ المسیح** ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر کے بعد کوئی اور کیا کہیگا مگر میں ناظرین کو الحکم کے اس جدید سلسلہ کی پہلی اشاعت کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس میں قربانی ہی کی ضرورت پر جماعت کو متوجہ کیا ہے اور اس دور جدید میں الحکم کا بڑا **موضوع** اور **مقصد** یہی ہے کہ وہ جماعت میں **قربانی کی حقیقت** کی طرف توجہ دلانے کا کام کرے اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ آمین۔ مجھے یقین ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ خطبہ خاص توجہ سے پڑھا جائیگا۔

عبد المجید صاحب برادر خواجہ کمال الدین صاحب

فیض آباد میں گشت لگاتے ہوئے مجھے سید حکیم محبوب علی صاحب غیر احمدی کے مکان پر ملے میں تو انکو پہچانتا نہ تھا مگر جناب رئیس مسعود عالم صاحب فیض آبادی نے مجھ سے اور ان سے ملاقات کرائی۔ تھوڑی ان کی بہت استرے سے گھٹی ہوئی تھی۔ نصف مونچھیں بیز دیئے ہوئے نہیں۔ اس مجلس میں عبد المجید صاحب کا سوال ہوا کہ اشاعت اسلام کا ہونا ضروری ہے بھائی نے ابھی تازہ دو سار جنٹ جنٹلمین لندن میں مسلمان کئے ہیں جن کی تصویریں یہ ہیں۔ چنانچہ یہ رسالہ اکثر فیض آباد میں لوگوں کے پاس موجود ہے کہ جس میں دو گورے اول ورق اخبار میں کھڑے ہیں۔ اس مجلس میں بہت سے غیر احمدیوں نے اس عاجز سے کہا کہ آپ عبد المجید صاحب سے بالمشافہ گفتگو کریں۔ میں دیر تک خاموش ہی رہا۔ مگر عبد المجید صاحب نے نہایت بازاری ہٹاٹ آپے سے باہر ہوئے دل اور جگر والو آواز میں خود ہی مخاطب کیا کہ یہ تو میاں صاحب کے مرید ہیں جنہوں نے سب کو کافر کہا ہے اور ہم کو کافر کہا ہے اور آپس میں بات کرنے کی ممانعت کی ہے۔ یہ کہنا تھا کہ وہاں کے لوگ آگ بھبولا ہو کر اس عاجز سے سوالات کرنے لگے۔ اور مکان مرغ خانہ ہو گیا۔

تب میں نے عبد المجید صاحب سے حاضرین مجلس کے روبرو سوال کیا۔ کہ اشاعت کس کو کہتے ہیں اس کی تعریف بیان کیجئے اور یہ کہ جب لندن کے عیسائی خواجہ صاحب سے بیان کرتے ہونگے۔ کہ ہمارے خاتم النبیین خداوند یسوع مسیح عیسیٰ ہے دوبارہ زمین پر آکر راستبازوں کو الگ اور بے ایمانوں کو الگ کر کے تمہارے قرآن کے حکموں کو موقوف کر کے پھر حسب مراتب ان کو دوزخ جنت عطا فرماوینگے۔ ایسے معترض کے آگے کمال الدین اسلام کس طرح پیش کرتے ہیں کہ جو موافق اسلام مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی لکھنوی کے ہو۔

سنکر عبد المجید صاحب کہنے لگے کہ حیات و وفات مسیح کا مسئلہ اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتا تم میاں صاحب کے ماننے والے ہو میں تم سے پوچھتا ہوں کہ نبی کے کیا معنی یہ کہنا تھا کہ اس مجلس + + + میں شور برپا ہوا کہ کیا خوب نبی کے معنی بتائیے۔ بتائیے۔ جواباً عرض کیا گیا کہ پہلے اعتراض کا جواب دیجئے اور پھر جواب الجواب کے بعد نبی والا سوال کیجئے مگر کون سنتا ہے خیر۔ بتایا گیا کہ نبی اس انسان کو کہتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کی آواز پاکر ہمارے کان میں آواز دے اور بکثرت خدا تعالیٰ اس سے کلام کرے اور دوسرے وہ شریر انسانوں کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جاوے اور اپنے پیچھے جماعت کثیر چھوڑ جاوے۔ یہ سنکر سب ہنسا کرنے لگے اور عبد المجید صاحب بولے کہ مفتی محمد صادق صاحب ان کی طرف لندن

درخواست دعا

عزیز محمد ابراہیم علیؓ جو کہ پہلے عمارہ میں انڈین جنرل ہسپتال میں کام کرتا تھا اب وہاں سے بغداد کی طرف روانہ ہوگیا وہ وہاں سے روانگی کے وقت کے خطوط میں مخلصین الحکم سے اپنی صحت و عافیت کے لئے دعا کا خواستگار ہے۔ مجھے امید ہے کہ محبین الحکم اپنے خادم کو جو اتنے دور سے درخواست کرتا ہے ضرور خاص خاص وقتوں میں یاد رکھینگے اور دعائے خیر فرماتے رہیں گے۔

خاکسار شیخ محمود احمد قادیان شریف

تحفۂ صادق

حضرت مفتی محمد صادق صاحب سلمہ احمدی مشنری انگلستان کو الحکم کے ساتھ ہمیشہ محبت رہی ہے اور انہوں نے ہمیشہ اس کے ساتھ عملی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے۔ انگلستان میں بیٹھے ہوئے الحکم کے احیا کی خبر نے انہیں از بس محظوظ کیا ہے اور اس کی امداد کے لئے مفتی صاحب کے قلم نے جنبش کی ہے مفتی صاحب قبلہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ الحکم کے لئے خاص مضامین لکھتے رہیں گے۔ اور اس کی پہلی قسط انہوں نے بھیجدی ہے یہ مضامین تحفۂ صادق کے عنوان کے نیچے شائع ہوا کریں گے۔ اور ہمیشہ یہ مضمون ایک ہی پرچے میں خواہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو شائع کر دیا جایا کریگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ چونکہ ایک مستقل رپورٹ تبلیغ ولایت کی ہوا کرے گی اس لئے اگر خاص احباب چاہیں گے۔ تو اس کی زائد کاپیاں بھی شائع ہو جایا کریں گی وہ لوگ جو حضرت مفتی صاحب کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سلسلہ کا وہ عظیم الشان کام جو انگلستان میں ہو رہا ہے اس کی رپورٹ کثرت سے شائع ہوا کرے وہ قبل از وقت مجھے اطلاع دیں تاکہ اس قدر کاپیاں ان کے نام اصلی لاگت پر بھیجدی جایا کریں پہلا مضمون ۲۸؍ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء کے الحکم میں شائع ہوگا۔ اس لئے ناظرین ابھی درخواستیں بھیجدیں۔ اس نمبر کی قیمت ۴؍ ہوگی وہ ایسی رپورٹوں کو کثرت سے پھیلانا چاہیئے۔ یہ رپورٹ نہایت جامع ہے الحکم اس قسم کے مضامین کے لئے مخصوص ہوگا اس لئے جو احباب چاہتے ہیں کہ وہ ان حالات کو دلچسپی سے دیکھیں وہ الحکم کے خریدار ہو جائیں

ایڈیٹر

سلک مروارید

حصۂ دوم و سوم

سلک مروارید یہ حصۂ سوم تو شائع ہو چکا ہے حصۂ دوم کا سیکنڈ ایڈیشن زیر طبع ہے چونکہ کاغذ اور سامان طبع بہت گراں ہے اس لئے حصۂ دوم کی قیمت ۶؍ ہوگی۔ حصۂ سوم بدستور ۴؍ میں ملیگا حصۂ دوم صرف ... چھپا یا گیا ہے۔ امید ہے کہ احباب بہت جلد آرڈر بھیج کر ان جلدوں کو منگوائیں گے ❊

ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان دار الامان ضلع گورداسپور